
شیعہ مذہب کے سنجیدہ افراد سے ایک اپیل

تحریر
شیخ ممدوح الحربی

ترجمہ
مولانا محمد عبدالقوی
Maqavi123@yahoo.com

ناشر
برکات Barakaath
Book Depot

تفصیلات طباعت

نام کتاب	: شیخہ مذہب کے سنجیدہ افراد سے ایک اپیل
مصنف	: شیخ ممدوح الحرنبی
مترجم	: مولانا محمد عبدالقوی
تعداد صفحات	: ۳۲
تعداد اشاعت	: ۲۰۰۰
طباعت	: اے آر پرنٹرز 9849766790
ناشر	: برکات بکڈپو حیدرآباد

عرض مترجم

سالِ رواں سعودی عرب کے ایک کتب خانہ میں اس عاجز کی نظر ”مجممل عقائد الشیعۃ“ نامی ایک کتاب پر پڑی، مصنف کا نام ”مدوح الحرابی“ ہے سفر میں مطالعے کی نیت سے اس کتاب کو خرید لیا تھا مگر پڑھنے کا موقع نہ مل سکا، گذشتہ دنوں ”عظمت صحابہؓ“ کے عنوان پر موافق و مخالف مواد کے مطالعے کے سلسلہ میں اس کتاب کو بھی دیکھنے کا موقع ملا، اس کتاب میں مصنف نے ان کے حیران کن فاسد عقائد کا ان کی معتبر کتابوں کے حوالوں کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، آخر میں اس کتاب کے ص: ۵۶۹ سے ۶۰۰ تک ان متضاد عقائد کا ایک سرسری خاکہ ”نداء الی عقلاء الشیعۃ“ کے عنوان سے پیش کیا ہے اس سے ایک تو اس مذہب کی اختراعت و تلبیس کا پتہ چلے گا دوسرے نئی نسل کو اس کے خطرات سے اپنا دامن ایمان محفوظ رکھنے میں مدد ملے گی۔۔۔۔۔

شیعہ مذہب کے سنجیدہ افراد سے ایک اپیل

جی چاہتا ہے کہ اس عنوان کے تحت میں انصاف پسند اور سنجیدہ شیعہ حضرات کے سامنے وہ اشکالات رکھوں جو ان کی معتمد علیہ اور مستند کتب کے مطالعہ کے دوران میرے قلب میں وارد ہوئے، ممکن ہے ان میں سے جو حضرات حق پسند ہیں وہ میرے اُن اشکالات کا جواب فراہم کرنے کی کوشش کریں جن سے ان کی کتب مذہب بھری پڑی ہیں، اور جن کی وجہ سے اس مذہب کی حقانیت و صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے، میں چاہتا ہوں کہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے حضرات ہر قسم کے تعصب سے بلند ہو کر محض رضائے الہی کے لئے ان امور پر غور کریں تاکہ ان کی کتابوں سے پیدا ہونے والے اشکالات کا جواب مہیا ہو سکے یا حق تک رسائی کا راستہ نکل سکے، مجھے امید ہے کہ وہ ان امور پر ضرور غور کریں گے۔

اشکال (۱) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ ”امام معصوم“ ہیں۔ یعنی ان سے خطا کا صدور نہیں ہو سکتا۔ اسی کے ساتھ شیعہ مجتہدین کو اس کا بھی اعتراف ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی بیٹی ام کلثومؑ کا — جو حضرات حسنین کرامؑ کی حقیقی بہن ہیں — حضرت عمرؓ کے ساتھ نکاح کیا۔

(دیکھئے: الکافی للکلینی ۶/۱۱۵، اور تہذیب الاحکام للطوسی وغیرہ)

اس میں اشکال یہ ہے کہ یا تو حضرت علیؑ معصوم نہیں ہیں، کیونکہ ان سے اپنی بیٹی کا غیر مسلم

کے ساتھ نکاح کرنے کا گناہ صادر ہوا، یا پھر حضرت عمرؓ مسلمان بلکہ حضرت علیؓ کے نزدیک اس قدر معتبر و پسندیدہ مسلمان ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیدی۔ اب شیعہ حضرات بتلائیں کہ ان میں سے کونسی بات صحیح ہے، کیوں کہ دونوں کا صحیح ہونا محال ہے۔

اشکال (۲) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کافر و بے دین اور ظالم تھے (دیکھئے: بحار الانوار للجلسی: ۸۵/۲۶۰) (بدعا کے کلمات) اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت علیؓ دونوں کی خلافت سے راضی تھے، یکے بعد دیگرے دونوں کی خلافت تسلیم کی، نہ مخالفت کی اور نہ ان سے خروج کیا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ یا تو حضرت علیؓ معصوم نہیں ہیں، کیوں کہ انہوں نے ظالم و کافر امراء و خلفاء کو تسلیم کر کے ان کی خلافت پر بیعت فرمائی یا پھر ابوبکرؓ و عمرؓ مسلمان اور صادق و عادل خلفاء ہیں، تبھی حضرت علیؓ نے ان کی خلافت کو قبول و تسلیم کر لیا۔

شیعہ مجتہدین جواب دیں کہ آیا ہم اپنے خلیفہ رابع اور ان کے امام معصوم حضرت علیؓ کی اتباع کرتے ہوئے حضراتِ شیعینؓ — ابوبکرؓ و عمرؓ — کی فضیلت و بزرگی کے قائل ہوں یا اپنے امام کے نافرمان شیعوں کی بات مانتے ہوئے انہیں کافر و مرتد قرار دیں؟

اشکال (۳) شیعوں کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے وصال کے بعد متعدد عورتوں سے نکاح کیا، ان سے اولادیں بھی ہوئیں، ان بیویوں اور اولادوں کے نام تفصیل کے ساتھ شیعہ عالم ”علی ار بلی“ نے اپنی کتاب ”کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ“ میں جمع کر دئے ہیں۔ حضرت علیؓ کی ان اولادوں میں ایک کا نام ابوبکر بن علیؓ ہے، جو لیلیٰ بنت مسعود کے بطن سے پیدا ہوئے، ایک کا نام عمر بن علیؓ ہے جو ام حبیب بنت ربیعہ سے پیدا ہوئے، اور ایک کا نام عثمان بن علیؓ ہے جو ام البنین بنت حزام کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت حسنؓ نے بھی اپنے بیٹوں کے نام ابوبکرؓ و عمرؓ رکھے۔

(دیکھئے: جلاء العیون للجلسی ص: ۵۸۲)

اس میں اشکال یہ ہے کہ کیا کوئی غیرت مند باپ اپنے جگر گوشوں کے نام اپنے بدترین

دشمنوں کے نام پر رکھتا ہے؟ یا اپنے مدوح و محبوب بزرگوں کے نام پر رکھتا ہے؟ اگر ان حضرات نے اپنے بچوں کے لئے ان بزرگوں کے نام پسند کئے ہیں تو وہ ضرور ان کے نزدیک پسندیدہ و محبوب لوگ تھے، شیعہ حضرات بتلائیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟

اشکال (۴) شیعوں کی روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دفعہ خلافت سے دستبردار ہوتے ہوئے یوں فرمایا: ”دعونی والتمسوا غیری“، یعنی مجھے چھوڑ کر خلافت کے لئے کسی اور کا انتخاب کر لو۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب خلافت و امامت شیعوں کے مذہب میں حضرت علیؑ اور دیگر ائمہ کیلئے اللہ تعالیٰ کا امر واجب، فرض لازم اور رکن اول ہے تو حضرت علیؑ امام معصوم ہو کر اس فریضہ امامت سے دستبردار کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور اگر ”نہج البلاغہ“ کی اس معتبر روایت کے مطابق واقعی وہ دستبردار ہوئے ہیں تو اس سے شیعہ مذہب کی جڑ بنیاد ہی ختم ہو گئی، پس! معلوم ہوا کہ عقیدہ امامت ایک باطل مفروضہ ہے، شیعہ اس کا کیا جواب دینا چاہیں گے۔

اشکال (۵) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں بہت توہین و تذلیل کا معاملہ کیا گیا، ان کا گھر جلادیا گیا، ان کے بازو کی ہڈی توڑی گئی، ان کا حمل ضائع کیا گیا وغیرہ۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے تک ان کے شوہر شیر خدا، بہادر و کرار اور امام معصوم حضرت علیؑ کہاں غائب تھے؟ وہ اپنی بیوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی حمایت و حفاظت نہیں کر سکتے تھے؟ دشمنوں سے انتقام نہیں لے سکتے تھے، انہوں نے یہ سب ظلم و زیادتی کیوں برداشت کی؟ اس کا جواب شیعوں ہی کے ذمے ہے۔

اشکال (۶) یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے — سنیوں کے ہاں بھی اور شیعوں کے ہاں بھی — کہ اکابر صحابہ کرام نے اہل بیت سے رشتہ داریاں قائم کرنے کے لئے ان سے نکاح کئے، ادھر اہل بیت کی طرف سے بھی متعدد صحابہ کرام کو رشتے ملے، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا، اسی طرح حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت

حفصہؓ سے نکاح کیا، اپنی دو بیٹوں حضرت رقیہؓ اور ان کے بعد حضرت ام کلثومؓ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح کیا۔ اسی نسبت سے وہ ذوالنورین یعنی دونوں والے کہلائے، حضرت عثمانؓ کے بیٹے ابان بن عثمانؓ نے جعفر بن ابوطالب کی پوتری ام کلثوم بنت عبد اللہؓ سے نکاح کیا، نیز حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان نے حضرت حسینؓ کی پوتری ام قاسم سے نکاح کیا، حضرت عثمانؓ کے ایک دوسرے پوتے زین بن عمر نے حضرت حسینؓ کی بیٹی سکینہ سے نکاح کیا، ایک اور پوتے عبد اللہ بن عمر نے حضرت حسینؓ کی دوسری بیٹی فاطمہ سے نکاح کیا، یہ صرف خلفاء ثلاثہ کا خاندان ہے، اس کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرامؓ ہیں جنہوں نے اہل بیت سے اور اہل بیت نے ان سے ازدواجی رشتے قائم کئے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب خلفاء ثلاثہؓ اور اکثر صحابہؓ بزعم روافض کا فرو مرتد خارج اسلام تھے تو اہل بیت مؤمن اور معصوم ہونے کے باوجود اپنی بچیوں کو ان سے کیوں بیاہتے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ رشتے کیوں نباہتے تھے؟

اشکال (۷) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اماموں کو اپنے مرنے کا وقت معلوم رہتا ہے، اور وہ اپنے اختیار و ارادے سے مرتے ہیں۔ (دیکھئے: اصول الکافی للعلینی ۱/ ۲۵۸) اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہر امام یا تو قتل کئے جانے کے وجہ سے مرتا ہے یا زہر خورانی کی وجہ سے مرتا ہے۔

(دیکھئے بحار الانوار للعلینی: ۴۳/ ۳۶۴)

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب آپ کے عقیدہ کے مطابق امام معصوم اور غیب داں ہوتا ہے، اسے اپنی موت کے وقت کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنے ارادہ سے مرتا ہے پھر موت بھی یا قتل کی وجہ سے ہوتی ہے یا زہر دینے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب اس کو کوئی قتل کرنے کے لیے آتا ہے، یا زہر کھلانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو پہلے سے اس کا علم رہتا ہے، اور وہ جانتے بوجھتے مقتول ہونے یا زہر کھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یعنی تمام ائمہ بالقصد مر کر خودکشی کے مجرم ہوئے ہیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کھدیث میں ہے ”جو خودکشی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا“ کیا شیعہ

علماء نعوذ باللہ حضرت علیؑ حضرت حسنؑ حضرت حسینؑ سمیت تمام ائمہ کو خود کشی کا مجرم اور جہنمی ماننے کے لیے تیار ہیں؟ ہم شیعوں کے عقیدہ کی بات کر رہے ہیں ورنہ ہم تو اس گستاخی سے بری ہیں۔

اشکال (۸) یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت حسنؑ نے اپنے حق پر ہونے اور اپنے ساتھ فوج طاقت اور وسائل مقابلہ ہونے کے باوجود حضرت معاویہؓ سے صلح اور کمپرمانز کر لیا تھا۔ جب کہ حضرت حسینؑ نے اپنے ساتھ قوت و طاقت نہ ہونے اور انصار و اعوان کی حدود درجہ کمی ہونے اور یزید سے صلح کر سکنے کے باوجود بجائے صلح کے مقابلہ کا ارادہ فرمایا اور ایک طاقتور فوج کے مقابلے میں شہید ہو گئے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ دونوں میں سے کس کا عمل صحیح تھا؟ اگر حضرت حسنؑ کا کمپرمانز کر لینا صحیح تھا تو حضرت حسینؑ کا اقدام غلط تھا، اگر حضرت حسینؑ کا عمل صحیح تھا تو حضرت حسنؑ کا عمل غلط تھا، اس صورت میں تو مزید پیچیدگی یہ ہے کہ انہیں امام و خلیفہ بنانے کی غلطی کی وجہ سے حضرت علیؑ بھی عصمت سے خارج ہو جاتے ہیں، اس طرح جب دونوں کی امامت باطل ہو جائے گی تو مذہب کی بنیادیں ہی ڈھ جائیں گی، امید ہے کہ عقلاء مذہب اس کا کوئی حل نکالنے کی کوشش کریں گے۔

اشکال (۹) کلینی نے اپنے کتاب ”الکافی“ میں متعدد اصحاب مذہب کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسینؑ نے ابوبصیر سے فرمایا ”ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے یہ ایسا مصحف ہے جس میں تمہارے قرآن سے تین گنا زیادہ علم ہے مگر واللہ! تمہارے قرآن میں کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہیں۔ (ص: ۲۲۹/۱)

اس روایت میں اشکال یہ ہے کہ آیا اس مصحف فاطمی کو جس میں قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے، مستقل اور قرآن سے تین گنا زیادہ بڑی کتاب ہے — نبی کریم ﷺ جانتے تھے یا نہیں؟ اگر نہیں جانتے تھے تو پھر آلِ عی کو کہاں سے مل گیا؟ اور اگر جانتے تھے تو آپ نے اُمت سے اسکو مخفی کیوں رکھا جب کہ آپ کو بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ کا صریح حکم دیا گیا

تھا؟ دیدہ باید!

اشکال (۱۰) شیعہ عالم کلینی نے اپنی کتاب ”الکافی“ کی پہلی جلد میں ان راویوں کی فہرست تیار کی ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے شیعہ روایات نقل کی ہیں۔ اس فہرست میں درج ذیل اسماء بھی ہیں:

مفضل بن عمر، احمد بن عمر، عمر ابن ابان، عمر بن اذینہ، عمر بن عبد العزیز، ابراہیم بن عمر، عمر بن حنظلہ، موسیٰ بن عمر، عباس بن عمر، ان اسماء میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ یا تو راوی کا نام عمر ہے یا اس کے باپ کا نام عمر ہے۔

اس میں اشکال یہ ہوتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ اہل بیت کے سب سے بڑے اور بدترین دشمن ہیں تو مذہب کے رواۃ اور اکابر میں اس قدر فراخ دلی سے اپنے لئے اور اپنے بچوں کیلئے ”عمر“ نام کو کیوں پسند کیا جاتا تھا؟

اشکال (۱۱) قرآن مجید میں ہے کہ: اے نبی! آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجئے جن لوگوں کو کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں (اور صبر و شکیب سے کام لیتے ہیں) انہی لوگوں پر اللہ کی خاص رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔

اسی طرح ”نہج البلاغہ“ شیعوں کی معتبر ترین کتاب ہے، اس میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو سیدنا علیؓ نے آپ کو مخاطب کر کے یوں عرض کیا اگر آپ نے ہمیں مصائب میں جزع و فزع سے روکا نہ ہوتا اور صبر و تحمل سے کام لینے کا حکم نہ دیا ہوتا تو آج ہم (آپ کی جدائی کی مصیبت پر) آنکھوں کے آنسو ختم کر ڈالتے،

اسی طرح ان کی ایک دوسری کتاب ”الخصال“ کے صفحہ ۶۲۱ پر حضرت علیؓ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ”جو شخص مصیبت کے وقت اپنے ہاتھ رانوں پر مارے اس کے اعمال (صالحہ) ضائع ہو جاتے ہیں۔ انہی کی ایک اور کتاب ”منتہی الآمال“ کے عربی ترجمہ ۱/۲۵۸ پر ان کے تیسرے امام، امام زمانہ حضرت حسینؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنی بہن زینب کو میدان کر بلا میں وصیت فرمائی تھی، ”بہن! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم میری اس

وصیت کو بھول نہ جانا، اگر میری موت ہو جائے تو (بے صبری نہ کرنا) اپنے گریبان نہ پھاڑنا، اپنا چہرہ نہ نوچنا اور میری شہادت پر ہائے ہائے اور نوحہ خوانی نہ کرنا۔

ان کے ایک عالم ابو جعفر القمی نے اپنی کتاب ”من لایحضرہ الفقه ۱/ ۲۲۲ پر اور الحر العاملی نے ”وسائل شیعہ“ ۲/ ۹۱۶ پر لکھا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا ”کالے کپڑے نہ پہنا کرو، کیوں کہ یہ فرعون کا لباس ہے“ اور تفسیر منامی میں وَلَا یَعْصِیَنَّکَ فِی مَعْرُوفٍ کے تحت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو اس بات پر بیعت فرمایا کہ وہ سیاہ لباس نہیں پہنیں گی، اور گریبان چاک نہیں کریں گی، اور مصیبت کے وقت بین نہیں کریں گی۔

کلینی کی ”فروع الکافی“ ۵/ ۵۲۷ میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو وصیت فرمائی تھی کہ ”اگر میں مر جاؤں تو چہرہ نوچنے، بال بکھیرنے جزع و فزع کرنے اور نوحہ خوانی کرنے سے بچنا“

اس میں اشکال یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام عبارتیں جو شیعہ علماء نے اپنی کتب میں نبی کریم ﷺ اور ائمہ کرام رحمہم اللہ سے نقل کی ہیں، خود شیعہ قوم ان کی مخالفت کیوں کرتی ہے؟ اپنی عزاداریوں اور مجلسوں میں اسی طرح جلو سوں میں ہائے وائے، سینہ کو بی، چنچ و پکار، جزع و فزع اور نوحہ وغیرہ حرکات کیوں کرتی ہے؟ بلکہ اسے بہت اجر و ثواب کا کام کیوں سمجھتی ہے؟ ہم نبی اور ان کے اہل بیت کی ان ہدایات کو صحیح سمجھیں جن میں ان حرکات سے منع کیا گیا ہے یا ان کے نام نہاد چاہنے والوں کی ان مخالف تعلیم و وصیت حرکات کو صحیح سمجھیں، اسلئے کہ منع صحیح ہے تو ارتکاب غلط، ارتکاب صحیح ہے تو منع غلط ہے۔

اشکال (۱۲) شیعوں کے خیال کے مطابق عاشوراء کے دن سینہ کو بی، خون ریزی، نوحہ خوانی، وغیرہ بہت ثواب کے کام ہیں اور ان حرکات پر اجر عظیم کا وعدہ ہے، چنانچہ عاشوراء کے جلو سوں میں عوام الناس کی ایک بڑی تعداد ان حرکات کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے جسم کو چھلنی کرتی اور دیوانہ وار خون ریزی کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ یہ کام اگر غلط ہیں تو شیعہ علماء اس پر نکیر کر کے عوام کو اس سے روکتے کیوں نہیں؟ اور اگر صحیح ہیں تو صرف بے چارے غریب عوام ہی کیوں یہ ثواب کماتے ہیں، یہ بڑے بڑے عبادت والے اور زوردار کالے شملے والے اکابر و مشائخ اس ثواب اور اجرِ عظیم سے کیوں محروم رہتے ہیں؟

اشکال (۱۳) شیعہ لوگوں کے نام بندے علی، عبدالحسین وغیرہ ملتے ہیں، جبکہ عبدیت اور بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے، اس کے علاوہ کسی کی نہیں ہوتی، قرآن کریم میں ہے بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدْ یعنی آپ صرف اللہ کی عبادت کریں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر ایسے نام رکھنا جن سے غیر اللہ کی بندگی و عبدیت کا اظہار ہوتا ہے صحیح ہے تو شیعہ حضرات کے زعم میں جو ائمہ معصومین ہیں مثلاً حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت زین العابدین وغیرہ ان ائمہ میں سے کسی نے بھی اپنی اولاد میں کسی ایک کا نام بھی ایسا کیوں نہیں رکھا؟

اشکال (۱۴) سیدنا حضرت علیؑ حضرت عثمانؓ کے بعد تختِ خلافت پر متمکن ہوئے، حکومت اور قوت ان کے قبضہ تصرف میں آگئی اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کبھی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے خلاف یا خلافت کے معاملہ میں ان کی غاصبانہ زیادتی کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا، بلکہ الثامبر پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ ”اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں“ اسی طرح انہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں وہ قرآن بھی متعارف نہیں کرایا جو ابوبکرؓ و عمرؓ کے پاس نہ تھی، صرف انہی کے پاس تھی، نہ متعہ کو جائز قرار دیا اور نہ حج میں اس کے وجوب کا اعلان کیا، نہ اذان میں حی علی خیر العمل کا اضافہ کیا، نہ الصلوٰۃ خیر من النوم کو حذف کیا، نہ باغِ فدک کو واپس لیا۔

اس میں اشکال یہ ہوتا ہے کہ اگر حضراتِ شیخین کرام — ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما — مرتد کافر اور حق خلافت کے غاصب تھے تو حضرت علیؑ نے اپنے دورِ خلافت و امامت میں ان کے اس ظلم کو واضح کیوں نہیں فرمایا؟ جبکہ ان کو اقتدار و شوکت حاصل تھی کوئی مجبوری بھی نہ تھی؟

اگر یہ سکوت بلکہ الٹا ان کی تعریف غلطی ہے تو ان کی امامت باطل قرار پائے گی اور اگر خوبی ہے تو کیوں نہ ہم آپ سب مل کر اس خوبی پر عمل کریں، اور صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفاء ثلاثہ کے احترام کو بحال کر کے حضرت علیؓ کے سچے متبع بن جائیں؟

اشکال (۱۵) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت حسنؓ امام معصوم عن الخطاء تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کافر مرتد بے دین تھے، ادھر یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہ کے حق میں اپنے حق خلافت سے دستبردار ہو گئے تھے۔

اب اس میں اشکال یہ واقع ہوتا ہے کہ اس صورت میں دو میں سے ایک بات لازم ہو جائے گی، یا تو انہوں نے ایک کافر کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا گناہ کیا، یا پھر حضرت معاویہؓ مومن کامل اور ان کے کفو عادل ہیں، پہلی صورت میں حضرت حسنؓ کی امامت باطل قرار پائے گی، کیونکہ شیعوں کے ہاں امام کا معصوم ہونا ضروری ہے، دوسری صورت میں شیعوں کا عقیدہ تکفیر معاویہ باطل ہوگا۔ اب شیعوں کے عقلمند ہی بتلائیں گے کہ وہ کونسی صورت اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

اشکال (۱۶) شیعہ لوگ کربلا کی مٹی اور تربت حسینیؑ پر سجدہ کرتے ہیں، ان کے ہاں اس سلسلہ میں یہ روایت ملتی ہے کہ جبریلؑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کربلا کی مٹی لے کر حاضر ہوئے اور بتلایا کہ اس جگہ حسینؑ کی شہادت ہوگی اور ان کا خون مبارک اس مٹی میں شامل ہوگا۔ اس جگہ یہ اشکال ہوتا ہے کہ جب کربلا کی مٹی رسول اللہ ﷺ کے سامنے یا ہاتھ میں ہی موجود تھی تو کیا آپ نے اس کو سجدہ کیا تھا؟ اس کا جواب اگر شیعہ اثبات میں دیتے ہیں تو یہ سراسر کذب و بہتان علی رسول اللہ ہے، اور اگر نفی میں ہے — اور یقیناً نفی ہی میں ہے — تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شیعہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ خون حسین کے قدرداں اور ان سے زیادہ ہدایت پر ہیں؟ اس کا جواب انہی کے ذمے ہے۔

اشکال (۱۷) شیعوں کا دعویٰ ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو کر دین اسلام سے پھر گئے تھے، اور بے دین ہو گئے تھے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ مرتد ہو کر دین سے پھر جانے اور دوسرا دین اختیار کر لینے کا مطلب کیا ہے؟ آیا وہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں شیعہ تھے اور آپ کی وفات کے بعد دین بدل کر سنی ہو گئے۔ یا آپ کی حیاتِ طیبہ میں سنی یعنی رسول اللہ ﷺ کے طریق پر تھے، شیعیت سے بالکل بے خبر تھے (کیوں کہ اس کا وجود ہی نہ تھا) اور آپ کی وفات کے بعد شیعہ بن گئے تھے۔ یہ مسئلہ جواب طلب ہے کہ وہ پہلے کیا تھے کیا بن گئے؟ شیعہ تھے سنی بن گئے یا سنی تھے شیعہ بن گئے؟ یہ اشکال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ واپس کفر و شرک کی طرف تو نہیں گئے تھے بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی دشمنان اسلام اور مرتدین و مخالفین سے باقاعدہ لڑتے تھے۔

اشکال (۱۸) شیعوں کے ہاں امامت کا سلسلہ صرف اولادِ حسین میں چل رہا ہے وہ اسی کے معتقد ہیں کہ تمام ائمہ حسینی نسل ہیں، جبکہ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ کے حقیقی بھائی ہیں، دونوں کے والد حضرت علیؓ ہیں دونوں کی والدہ سیدہ فاطمہ الزہراء ہیں، دونوں اہل کساء میں سے ہیں یعنی جن کو رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کی نشاندہی کرنے کیلئے اپنی چادر میں ڈھانپ لیا تھا، دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں، اور ان کے نزدیک دونوں امام معصوم ہیں پھر وہ حضرت علیؓ کے بڑے بیٹے ہیں، یعنی حضرت حسینؓ سے عمر میں بڑے ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔

اس میں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سلسلہ امامت کے اجراء میں حضرت حسنؓ کی اولاد کیوں محروم کی گئی؟ کس لئے ان کی اولاد میں کوئی امام نہیں ہو سکتا؟ سب کے سب اماموں کا ان کے چھوٹے بھائی کی اولاد ہی میں ہونا کیوں ضروری ہے؟

اشکال (۱۹) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کے خلیفہ بلا فصل اور آپ کے بعد امام اول ہیں۔

اس میں اشکال یہ ہوتا ہے کہ جب ایسا ہی تھا تو حضرت علیؓ کو نبی کریم ﷺ نے مرض الوفا میں اپنی جگہ نماز پڑھانے اور امامت کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ اور آپ نے نبی ﷺ کے مرض الوفا میں اور اس کے بعد عہدِ عثمانی تک کسی وقت بھی اپنی امامت کا اعلان

کر کے ایک نماز بھی کیوں نہیں پڑھائی، جبکہ امامتِ صغریٰ امامتِ کبریٰ کی دلیل ہے۔
 اشکال (۲۰) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ ان کے بارہویں امام محمد بن حسن العسکری ظالموں کے خوف سے غار میں پوشیدہ ہو گئے تھے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر یہ صحیح ہے تو پھر گزشتہ زمانوں میں جبکہ متعدد مرتبہ شیعوں کو غلبہ و اقتدار حاصل ہوا (مثلاً فاطمی شیعوں اور صفوی شیعوں کا زمانہ اقتدار) تو اس وقت دینِ حق کے اظہار کے لئے وہ اس غار سے کیوں نہ باہر نکل آئے؟ اور آج تو ایران ایک طاقتور اور اپنے دشمنوں کا غارت گر ملک بنا ہوا ہے اور جو ہری اسلحہ سیلیس ہونے کا مدعی ہے، تو اب جبکہ اسلحہ بھی ہے اعوان و انصار بھی ہیں تو آپ کیوں ظاہر نہیں ہو جاتے، اب کیا مجبوری ہے کہ بدستور ظالموں کے خوف سے چھپے رہیں؟ آخر ان کا کوئی وجود ہے بھی یا نہیں؟

اشکال (۲۱) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فدک کی زمین غصب کر لی تھی جو حضرت فاطمہؓ کی میراث تھی، باوجود طلب کرنے کے انہیں نہیں دی۔
 ادھر یہ بھی ان کا اعتقاد ہے کہ عورت زمین میں وراثت نہیں پاتی اس سلسلہ میں متعدد روایات ان کی کتب میں موجود ہیں، مثلاً کلینی نے اپنی معروف کتاب ”الکافی“ میں ایک مستقل باب ان النساء لایرثن من العقار شیئاً کے نام سے باندھا ہے۔

(دیکھئے: ۷/۱۲۷۷ فروغ الکافی للکلینی)

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ کا عورت ہونے کی وجہ سے زمین، مکان میں کوئی حق میراث بنتا ہی نہ تھا تو انہوں نے اس کا ناحق مطالبہ کیوں کیا تھا؟ اور اگر حضرت ابوبکرؓ نے نہیں دیا تو کیا خلافِ شرع کام کیا؟

اس کے برخلاف شیعوں کے عقیدے کے مطابق ہر وہ چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہ آلِ محمد کے ائمہ کی ملکیت ہے بلکہ زمین پوری کی پوری حضرت علیؓ کی ملکیت ہے (دیکھئے: اصول الکافی، کتاب الحج للکلینی ۱/۴۷۶) چنانچہ اس زمین کے وارث حضرت علیؓ تھے نہ کہ حضرت فاطمہؓ مگر حضرت علیؓ نے اپنا حق ہونے کے باوجود صرف نظر کر کے اسے چھوڑ دیا، کبھی طلب نہ کیا اور حضرت

فاطمہؓ نے حق نہ ہونے کے باوجود اسے زبردستی طلب کیا، کیا شیعہ حضرات اس تضاد بیانی کا حل نکال سکتے ہیں؟

اشکال (۲۲) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور خلیفہٗ بلا فصل ہیں، نبی ﷺ کے بعد امام اول وہی ہیں، خلفاء ثلاثہ — ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ — نے یہ حق خلافت ان سے زبردستی غصب کر لیا تھا۔ ادھر یہ بات بھی بلا اختلاف حقیقتِ ثابتہ ہے کہ حضرت علیؓ انتہائی جری اور بہادر آدمی تھے، حق کے معاملے میں کسی ظالم کے ظلم اور لائم کی ملامت سے ڈرتے نہ تھے، ڈٹ کر مقابلہ کرتے اور جم کے لڑتے تھے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ کیا حضرت علیؓ کی یہ شجاعت وغیرت نبی ﷺ کی وفات سے لے کر حضرت عثمانؓ کی شہادت تک تقریباً چوبیس سال موقوف ہو گئی تھی؟ کیا وہ اس عرصے میں نعوذ باللہ بزدل و ضعیف العزم ہو گئے تھے؟ اس پورے عرصے میں کیوں انہوں نے ایک مرتبہ بھی اس ظلم و غصب کا اعلان نہیں کیا؟ ایک دفعہ تو کبھی ممبرِ رسول پر کھڑے ہو کر ان لوگوں کی غاصبانہ خلافت کو چیلنج فرماتے! بلکہ الٹا انہوں نے ان تینوں غاصب خلفاء کے ہاتھوں پر بیعت بھی فرمائی، تو آخر اس عرصے میں ان کی شجاعت باقی تھی یا ختم ہو گئی تھی؟

اشکال (۲۳) شیعوں کے اعتقاد میں اہل بیت سے مراد صرف حضراتِ حسنین کرامؓ اور ان کے والدین حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد ہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے آیہٗ تطہیر کے نزول کے وقت حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر ایک چادر میں ڈھانپ لیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہولاء اہل بیعتی یہی میرے اہل بیت ہیں، اور دعائے تطہیر فرمائی، یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے لیکن اسنادی طور پر وہیسی ہی ہے جیسے امام ترمذی نے فرمایا ”ہذا حدیث غریب“ صرف نظر اس کے بھی اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے ان چاروں کے اہل بیت ہونے کی تعیین فرمادی، بلکہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کے چاہنے پر بھی انہیں شامل نہ فرمایا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ شیعوں کے پاس وہ کوئی دلیل ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ان

چاروں کے علاوہ ان کی اولاد کو بھی اہل بیت میں شامل کر لیا ہے؟ واضح ثبوت چاہیے!

اشکال (۲۴) شیعوں کی کتابوں میں حضرت جعفر صادقؑ کا یہ قول منقول ہے کہ وہ بڑے فخر سے فرماتے تھے، مجھے ابو بکرؓ نے دو مرتبہ پیدا کیا، یعنی دو طرح سے وہ حضرت ابو بکرؓ کی اولاد میں ہیں۔ (دیکھئے کشف الغمہ لاریلی ۲/ ۳۷۳)

ادھر ان کی کتابیں حضرت ابو بکرؓ کی مذمت اور برائی کی روایات سے بھی بھری پڑی ہیں جو انہی جعفر صادق سے مروی ہیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ ایک آدمی جو اہل بیت میں سے ہو، فقیہ وقت بلکہ افقہ زمانہ اور فقہ جعفری کا مؤسس ہو وہ اس قدر کم عقل و کم ظرف ہو کہ ایک طرف اپنے جدا مجد حضرت ابو بکرؓ کی اولاد ہونے پر فخر بھی کرتا ہو دوسری جانب اسی جدا مجد کی مذمت اور برائی بھی کرتا ہو؟ افسوس کوئی خسیس سے خسیس آدمی بھی اپنے آباء و اجداد کی مذمت کرنا تو کیا سنا بھی گوارا نہیں کرتا، شیعہ ہی بتائیں گے کہ اس کا جواب کیا ہے؟

اشکال (۲۵) شیعوں کا ماننا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے شدید ترین بغض و عداوت رکھتے تھے، اور ان سے نفرت کرتے تھے۔

ادھر تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تو اپنے پیچھے مدینہ منورہ کا امیر حضرت علیؓ کو بنا کر گئے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ یا بڑا کسی لے سفر میں جاتا ہے تو اپنے پیچھے اپنے کاموں میں انتہائی پسندیدہ اور با اعتماد و بھروسہ مند آدمی کو ذمہ دار بنا کر جاتا ہے، کسی مغضوب و ناپسندیدہ دشمن کو متعین کر کے نہیں جاتا، اگر حضرت عمرؓ کو حضرت علیؓ سے واقعی بغض و عداوت تھی تو انہوں نے مدینہ الرسول پر اپنا قائم مقام اور نائب نہیں کیوں تجویز کیا؟ جبکہ اس سفر میں حضرت عمرؓ کو کسی ناخوشگوار حادثے کے پیش آنے کا اندیشہ اور ایسی صورت میں اپنے نائب کے امیر المؤمنین بن جانے کا امکان بھی درپیش تھا۔

اشکال (۲۶) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ سجدہ آٹھ اعضاء بدن پر ہونا چاہیے، پیشانی، ناک،

دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم، ان آٹھ اعضاء کا سجدے میں زمین سے مس ہونا واجب ہے۔ (دیکھئے: وسائل الغیۃ للحر العالمی ۵۹۸/۳) اس کے ساتھ ان کے ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ سجدہ کسی ایسی چیز پر نہ کیا جائے جو کھائی جاسکتی ہو یا پہنی جاسکتی ہو، اسی لئے وہ سجدہ میں مٹی کی نکیہ پیشانی کے نیچے رکھ لیتے ہیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب سجدہ میں آٹھ اعضاء جسمانیہ کا زمین پر ٹکنا ضروری ہے تو صرف ایک عضو کو مٹی پر ٹکانے کیلئے کافی کس دلیل سے سمجھا گیا، کربلا کی حسینی مٹی کو تمام آٹھ اعضاء کے نیچے کیوں نہیں رکھا جاتا؟ صرف ایک عضو کے مٹی سے لگنے اور بقیہ کے نہ لگنے کے باوجود ان کا سجدہ ہو جاتا ہے تو کس دلیل سے ہو جاتا ہے؟ اور نہیں ہوتا ہے تو پھر ان کی نمازوں کا کیا ہوگا؟

اشکال (۲۷) شیعوں کا ماننا ہے کہ جب ان کے بارہویں امام محمد بن حسن عسکریؑ آخری زمانے میں غار سے باہر آئیں گے تو شریعت محمدی کے بجائے ”آل داؤد“ کی شریعت نافذ کریں گے جیسا کہ ان کے عالم طوسی نے کتاب ”الغیۃ“ میں دعویٰ کیا ہے۔

اس میں اشکال یہ ہوتا ہے کہ شریعت محمدی جو تمام شرائع سابقہ کی نسخ اور کامل ترین شریعت ہے اسے چھوڑ کر وہ داؤدی شریعت کیوں اختیار کریں گے؟ اور کس وجہ سے شریعت محمدی کے تارک ہوں گے؟

اشکال (۲۸) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام کی ولادت عام فطری طریقوں پر نہیں ہوتی، بلکہ ادب و طہارت کے مد نظر ان کی مائیں ان کے حمل کو اپنے بازوؤں میں پرورش کر کے اپنی داہنی ران سے پیدا کرتی ہیں، جیسا کہ انکے بڑے عالم المسعودی نے اپنی کتاب ”اثبات الوصیہ“ ص ۱۹۶ میں تحریر کیا ہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر حمل کا فطرت کے مطابق رحم یعنی بچہ دانی میں پرورش پانا معیوب ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ان سب اماموں سے افضل و اشرف اور اطہر ہیں بلکہ جن کے پیروں کی گرد بھی ان ائمہ کرام سے افضل ہے وہ کیوں اپنی ماں کی رحم میں پلے اور فطرت عام کے

مطابق پیدا ہوئے؟

اشکال (۲۹) شیعوں کی کتاب ”الانوار النعمانیہ“ ۲/ ۲۳ میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ (امام مہدی) صاحب هذا الامر کو ان کے نام سے ذکر کرنا بے ادبی ہے اور ان کا نام لینے والا کافر ہے۔ ”اسی کتاب میں دو صفحے کے بعد انہی سے روایت ہے کہ محمد بن حسن عسکری نے امام مہدی کی والدہ سے کہا، عنقریب تمہیں ایک لڑکے کا حمل ہوگا، اس کا نام محمد ہے وہ میرے بعد میرا قائم مقام ہوگا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ امام جعفر صادق کا حافظ اس قدر کمزور تھا کہ انہوں نے ہی یہ فرمایا کہ صاحب الامر کا نام لینے والا کافر ہے، پھر انہوں نے ہی اس کا نام لے لیا؟ امام حسن عسکری صاحب الامر کا نام صراحۃً لینے کی وجہ سے اپنی ہی تحقیق کے مطابق کافر نہیں ہو گئے؟

اشکال (۳۰) شیعوں کا خیال یہ ہے کہ ۷۰۰ عدد یا معدودے چند صحابہؓ کو چھوڑ کر سب کے سب اندر سے کافر ہی تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے وفات کے منتظر تھے، جیسے ہی آپ کی وفات ہو گئی یہ سب مرتد ہو گئے۔ یہ بات شیعوں کے بیانات و مجالس میں تو عام ہے ہی، کتابوں میں بھی لکھی ہے، مثلاً کلینی نے لکھا ہے کہ سوائے سات صحابہ کے تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ میں سے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت ایک لاکھ سے زائد تو موجود ہوں گے، سفر حج میں صحابہؓ کی تعداد کا تذکرہ تاریخ میں موجود ہے، اگر یہ لوگ سب کے سب سات یا چند عدد اور کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے تو اسلام مٹ کیوں نہیں گیا تھا؟ پھر سے کفر و شرک کا بازار گرم کیوں نہیں ہو گیا تھا؟ جب کہ ہم دیکھتے ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ اب تک بھی مکہ اور مدینہ میں کفر و شرک کو واپس لوٹنے کا موقع نہیں مل سکا۔

یہ بھی اشکال ہے کہ ان ایک لاکھ مرتدین نے مل کر سات یا ان سے کچھ زیادہ مسلمانوں پر حملہ کیوں نہیں کر دیا؟ کیوں کہ اگر وہ چاہتے تو انہیں مٹا ہی کے رکھ دیتے ایک لاکھ کے مقابلہ میں سات اٹھ کی حقیقت ہی کیا ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ جھوٹ گڑھنے والے ہی دے سکتے ہیں۔

اشکال (۳۱) شیعوں کے نزدیک حادثہ کربلا اور خانوادہ حسینی کی مظلومیت کو یاد کر کے

گریہ وبکا کرنا، بلکہ نوحہ و ماتم کرنا مستحب ہے۔ جس کی ان کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اس کے برخلاف خود ان ہی کی کتابوں میں ان کے ائمہ سے ممانعت کی روایات موجود ہیں جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر یہ عمل مستحب اور پسندیدہ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولاد حضرت ابراہیم، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہم کی وفات پر یا اگلے سالوں میں ان کی وفات کے دن ماتم کیوں نہیں کیا؟ حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ماتم سینہ کو بی، خونریزی اور چہرہ نوچنے، کپڑے پھاڑنے یا سیاہ کپڑے پہنے کا عمل کیوں نہیں کیا؟ حضرت علیؓ امام اول نے حضرت فاطمہؓ صاحبزادی رسول کے وصال پر یہ عمل کیوں نہیں کیا؟ جب انہوں نے نہیں کیا تو پھر بعد والوں کے لیے یہ عمل مستحب کیسے قرار پایا؟

اشکال (۳۲) شیعوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ سے افضل ہیں، یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت محمد ﷺ ان سب سے افضل ہیں، اس کے باوجود وہ ماتم صرف حسینؓ کا کرتے ہیں محافل و مجالس عزاء ”حسینیات“ کے نام سے منعقد کرتے ہیں، ان کے اور ان کے خاندان کی مرثیہ خوانی کرتے ہیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ انہیں حضرت علیؓ کی شہادت اور رسول اللہ ﷺ کے وصال پر ایسا غم کیوں نہیں ہوتا جو حضرت حسینؓ کی وفات پر ہوتا ہے؟ وہ حسینیات کی طرح علویات اور محمدیات کی مجالس قائم کر کے ان پر آہ وبکا اور غم و ماتم کا اظہار کیوں نہیں کرتے؟

اشکال (۳۳) شیعہ کہتے ہیں کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد میں کے بقیہ اماموں کی امامت پر ایمان نہ لائے، خواہ وہ شخص دین کا اقرار کرے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ تمام احکام کو بجالائے، ولایت علی و اولادہ پر ایمان لائے بغیر ان سب پر ایمان لانے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ شیعہ حضرات ولایت پر ایمان کو تو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس

کے بغیر نہ نماز روزہ کا کوئی فائدہ نہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کا کوئی نفع! اتنی اہمیت قرآن پر ایمان لانے کو کیوں نہیں دیتے؟ قرآن مجید جو اساس دین ہے، اس میں نماز، روزہ، حج وغیرہ کی اہمیت کو تاکید سے بیان کیا گیا اور ان پر ایمان لانے کو حتیٰ قرار دیا گیا اس قدر تو کیا کسی قدر بھی اہمیت و تاکید ولایۃ علی واولادہ پر ایمان لانے کو نہیں دی گئی، پھر شیعوں نے یہ اعتقاد کہاں سے گھڑ لیا؟

اشکال (۳۴) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضراتِ شیخینؑ یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ نے نعوذ باللہ قرآن کریم میں تحریف و تبدل کی ہے۔ مثلاً آیت قرآنی: **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنَيِّكَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ۖ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۚ** میں شیعہ کہتے ہیں کہ اس کے آگے وان محمد ارسولی وان علیا امیر المؤمنین بھی تھا، جس کو شیخین نے حذف کر دیا۔ (دیکھئے: اصول الکافی: ۱/۴۱۲)

اسی طرح آیت قرآنی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ امْنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ** میں شیعہ کہتے ہیں کہ **بِمَا نَزَّلْنَا** کے بعد فی علی نور امبیدنا تھا جسے شیخینؑ نے حذف کر دیا۔ (دیکھئے: اصول الکافی: ۷/۶۶)

اسی طرح ایک آیت یوں نقل کرتے ہیں کہ **وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وَلَايَةِ عَلِيٍّ وَوَلَايَةِ مَنْ بَعْدَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا** جسے قرآن میں بدل دیا گیا (دیکھئے: اصول الکافی: ۱/۴۱۳) قرآن کریم میں تحریف کرنے اور اہل بیت کے حقوق غصب کرنے کا الزام لگا کر یہ لوگ حضراتِ شیخین کرامؑ کو نعوذ باللہ جبت و طاغوت اور شیطان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے امام ”کلینی“ نے اصول الکافی میں جبت اور طاغوت سے مراد فلان و فلان کو قرار دیا (۱/۴۲۹) چونکہ کلینی کا زمانہ شیعوں کی مغلوبیت اور کمزوری کا زمانہ تھا تو وہ کھل کر نام نہ لے سکے، جب شیعوں کی قوت کا زمانہ آیا تو اس وقت ان کے ایک دوسرے عالم المجلسی نے صاف طور پر لکھ دیا کہ فلان و فلان سے مراد ابوبکر و عمر ہیں۔ (دیکھئے: بحار الانوار ۲۳/۳۰۶)

خیر! اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دورِ خلافت و امامت

میں حضرت علیؓ کو مجبور و مقہور کر کے رکھ دیا تھا اور ان کو محروم الامامت رکھنے کے لئے قرآن کریم میں تک تحریف کر ڈالی تھی تو ان کے انتقال ہو جانے کے بعد حضرت علیؓ کو کیا مجبوری تھی؟ بالخصوص اپنے دور خلافت و امامت میں کیا عذر تھا جو انہوں نے اس مسئلے میں سکوت اختیار کئے رکھا، نہ تو ابوبکر و عمرؓ کی تحریفوں سے امت کو مطلع کیا اور نہ ہی اس قرآن کریم کو — بقول شیعوں کے جو ان کے پاس محفوظ ہے — اپنی اصلی حالت میں مرتب کروا کر عام کیا، حالانکہ بحیثیت امیر المؤمنین ان کی یہ سب سے بڑی ذمہ داری تھی جسے انہیں سب سے پہلے نمٹانا چاہیے تھا؟ آخر اس اہم کام سے پہلو تہی کیوں کی گئی؟

اشکال (۳۵) شیعوں کے معتبر علماء الاصفہانی نے ”مقاتل الطالبيين“ میں ص: ۸۸ اور ۱۴۲ پر اور اربلی نے ”كشف الغمہ“ ۲/ ۶۶ پر اور مجلسی نے ”جلاء العیون“ میں ص ۵۲ پر اعتراف کیا ہے کہ کربلاء میں حضرت حسینؓ کے ساتھ راہ خدا میں جام شہادت نوش کرنے والے ان کے افرادِ خاندان میں ابوبکرؓ بن علیؓ اور ابوبکرؓ بن حسینؓ اور محمد اصغرؓ جن کی کنیت ابوبکر تھی بھی شامل تھے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ شیعہ علماء نے اپنی قوم سے ان لوگوں کے نام کیوں مخفی رکھے؟ اور حضرت حسینؓ کے غم شہادت میں جہاں اور افرادِ خاندان کا تذکرہ ہوتا ہے ان لوگوں کا کیوں نہیں ہوتا؟ محض یہ وجہ تو نہیں کہ یہ لوگ خلیفہ اول حضرت ابوبکر کے نام سے موسوم تھے اور شیعوں کو ابوبکر کا نام ایک آن نہیں بھاتا؟ خواہ وہ ان کے ائمہ کے بچوں کے نام ہی کیوں نہ ہوں۔

اشکال (۳۶) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ علی و آل علی کی امامت کا اعتقاد واجبات اسلام اور ضروریات دین میں سے ہے، یعنی یہ دین کا رکن اعظم ہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صرف ایک دفعہ آئے اور اسلام قبول کر کے واپس اپنے اوطان چلے گئے، پھر کبھی آپ ﷺ سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی اور اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں عقیدہ امامت سے مطلع نہیں کیا — کیونکہ اسلام کی بابت دریافت کرنے پر آپ ﷺ جن ارکان کی طرف متوجہ کرتے تھے، وہ شہادتین، نماز،

روزہ، جہاد وغیرہ ہوتے تھے، ان میں امامت علی وائمہ پر ایمان لانے کا کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔
وہ لوگ مسلمان تھے یا نہیں؟ اللہ کے نبی نے انہیں پہلی ہی ملاقات میں مطلع کیوں نہیں کیا؟ یا تو
امامت علی وائمہ کا مسئلہ نبی کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا یا شیعوں کے نزدیک آپ نے اسے
چھپا کر — معاذ اللہ — کتمانِ علم کا جرم کیا، جس کے شاید شیعہ بھی قائل نہیں ہو سکتے۔

اشکال (۳۷) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے
نعوذ باللہ اپنا دین نبی کے بعد بدل لیا تھا، مرتدا و دشمن اہل بیت ہو گئے تھے۔ ادھر قرآن مجید
میں اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کر دیا ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی
تھی ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور اللہ کو ان کے دلوں میں موجود جذبہ ایمان و یقین اور حب
رسول کا علم ہے۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے خواہ سنی ہوں یا شیعہ کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے
والوں میں یہ تینوں بھی شامل تھے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ دلوں کے بھید جاننے والے رب نے ان کے دلوں میں ایمان
یقین اور حب رسول کی حقیقت کو جاننے کے بعد ان سے رضا مندی و خوشنودی کا اعلان کر دیا تو
شیعہ کیا اس رب کے سامنے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ! آپ کو نہیں معلوم کہ یہ کتنے مکار لوگ
ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ یہ زندیق و بے دین لوگ ہیں، آپ خواہ مخواہ ہی ان سے راضی ہو گئے؟
— نعوذ باللہ — ان کے عقیدہ کا مطلب تو یہی نکلا۔

اشکال (۳۸) شیعہ علماء اپنی کتب میں بار بار لکھتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نے پیاسی
حالت میں جان دیدی، بعض روایات میں تو ان کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا
اے میرے گروہ! ”جب بھی تم پانی پیو مجھے یاد کر لیا کرو“ چنانچہ یہ لوگ واٹر ٹینکس پر واٹر کولرز پر
اسی طرح پانی کے دیگر مقامات پر یہ عبارت لکھواتے ہیں کہ ”پانی پیو اور حسین کی پیاس یاد کرو“ یہ
تو خیر ٹھیک ہے۔

اشکال اس میں یہ ہوتا ہے کہ جب شیعہ عقیدے کے مطابق حضرت حسینؓ امام ہونے کی
حیثیت سے غیب کی باتوں پر مطلع تھے تو انہیں کر بلا میں جو کچھ پیش آنے والا تھا اس کا علم بھی تھا،

یہ بھی معلوم تھا کہ پانی روک دیا جائے گا تو انہوں نے پہلے ہی اس خطرہ سے احتیاط کا سامان کیوں نہ کر لیا؟ اور کیوں جانتے بوجھتے اس مصیبت میں پڑے؟

اشکال (۳۹) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرات حسنین کرامؓ وغیرہ ہمارے نفع و نقصان پر قدرت رکھتے ہیں، وہ اس وقت بھی اپنی قبروں میں سے ہمیں نفع پہنچاتے اور نقصان سے بچاتے ہیں۔

اس میں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ نفع نقصان پہنچانے پر قادر ہیں تو انہوں نے اپنی زندگیوں میں خود اپنے کو نقصان سے بچا کر مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کی مدد کیوں نہ کی؟ حضرت علیؓ مدت العمر خلافت کا استحکام نہ کر پائے اور مظلوماً شہید ہو گئے، حضرت حسنؓ نے بقول شیعہ زندیق اکبر (حضرت معاویہؓ) سے مصالحت کر لی، حضرت حسینؓ معرکہ کربلا میں پہلے تو ہر طرف سے گھیر لئے گئے پھر جنگ پر مجبور کے گئے، آخر اپنی خوارق کے ذریعہ دوسروں کے مصائب کو ٹالتے اور مطالب نکالتے ہیں خود ان کے اپنے معاملے میں وہ خوارق کہاں چلے گئے تھے؟

اشکال (۴۰) شیعوں کے اعتقاد کے مطابق نبی کریم ﷺ دو بڑے کافروں، ملحدوں اور مرتدوں کیساتھ مدفون ہیں۔

اشکال یہ ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب و خلیل نبی کیلئے یہی پسند فرمایا کہ وہ دو دشمنوں اور کافروں کے ساتھ دفن ہوں؟ کیا دنیا میں کوئی مسلمان گوارا کر سکتا ہے کہ وہ یا اس کا دوست کافروں کے قبروں میں دفن کیا جائے؟ آخر حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت اور عہد فوقیت میں اپنی غیرت و حمیت کو استعمال کرتے ہوئے ان کافروں کی نعشیں نبی کے جوار سے کیوں نہ ہٹائیں؟ کیوں شیعوں نے اس اہم کام میں حضرت علیؓ کی مدد نہ کی؟

اشکال (۴۱) شیعوں کی کتاب ”نہج السعادة“ ۲/۶۳۹ میں ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیؓ ایک دفعہ بہت مغموم حالت میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ”اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ شریعت معطل ہو جائے گی، مال ہی سب کچھ سمجھا جانے لگے گا، اللہ تعالیٰ کے

اولیاء پر ظلم کیا جائے گا، اور دشمنانِ دین سے دوستیاں بڑھائی جائیں گی؟ یہ سن کر اصحابِ علیؑ نے کہا: ایسے زمانے کو اگر ہم پائیں تو اس میں ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے؟ جواب میں حضرت علیؑ نے فرمایا: ایسے وقت تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح مضبوط ہو جاؤ (وہ حق کی حمایت میں)، آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر چڑھائے گئے، دیکھو اللہ کی اطاعت میں مرجانا اس کی نافرمانی کے ساتھ زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب ان کے امام معصوم نے فتنوں کے زمانے اور بے دینوں کے غلبے کے وقت ان کے مقابلے میں حق کو لے کر کھڑے ہو جانے اور مرکٹ جانے کا حکم دیا ہے تو ان کے امام ظالموں کے خوف سے غار میں کیوں چھپ گئے؟ اور ان کے بزرگوں نے تقیّے کا سہارا لے کر اپنا دین کیوں چھپایا؟

اشکال (۴۲) شیعہوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؑ کا حق خلافت غصب کر کے ان پر ظلم کیا ہے، ادھر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت عمرؓ نے وفات سے قبل خلیفہ کے انتخاب کے واسطے چھ آدمیوں کی شوریٰ بنادی تھی، جس میں حضرت علیؑ بھی شامل تھے، ان کے انتقال کے بعد یہ چھ آدمی ایک جگہ بیٹھے ان میں سے تین آدمی عثمان، علی اور ابنِ عوف رضی اللہ عنہم کے حق میں دستبردار ہو گئے، پھر ان تین میں سے حضرت ابنِ عوفؓ بھی دستبردار ہو گئے، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؑ بچے، حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کو آگے کر دیا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اس مجلس میں شروع ہی میں کیوں نہیں بتا دیا کہ حقیقی خلیفہ تو میں ہی ہوں؟ نبی کریم ﷺ کی وصیت خلافتِ بلا فصل کیلئے مجھ ہی کو ہے پھر جب آخر میں ان کے ساتھ حضرت عثمانؓ ہی بچ رہے تھے تو ان کو روک کر اپنی امارت کا اعلان کیوں نہیں کر دیا، جبکہ حضرت عمرؓ کا بھی انتقال ہو گیا تھا تو آخر حضرت علیؑ کو ڈر کس کا تھا؟

اشکال (۴۳) شیعہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے نفع کی خاطر مہدیؑ منتظر کو تکوینیات کا مالک بنا کر سینکڑوں برس کی عمر دیدی ہے، تاکہ بندگانِ خدا کی حاجت برآری

کرتے رہیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر مخلوق کے نفع کے لئے کسی انسان کو حیاتِ طویلہ دینا ہی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو اپنے حبیب امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو کیوں نہ لمبی کر دیتے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے دین کو مکمل کرنے کے بعد انہیں بھی وفات دیدی؟ اشکال (۴۴) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جب ان کے امام غائب بارہویں امام محمد بن حسن العسکری پیدا ہوئے تھے تو آسمان سے پرندے آئے اور ان کے چہرے کو ہاتھوں کو اور سر کو اپنے پروں سے ملتے رہے پھر اڑ گئے، جب یہ بات ان کے والد کو سنائی گئی تو انہوں نے ہنس کر فرمایا: وہ پرندے نہیں آسمان کے فرشتے تھے، اس بچے سے تبرک حاصل کرنے کیلئے نازل ہوئے تھے اور یہی فرشتے ان کے خروج کے بعد ان کے انصار ہوں گے۔ (دیکھئے روضۃ الواعظین: ۲۶۰)

اس میں اشکال یہ ہے کہ جب شروع ہی سے آسمانی فرشتے ان کی حفاظت و نصرت پر مامور ہیں تو پھر انہیں کس کا ڈر تھا جس کی وجہ سے غار میں روپوش ہونے پر مجبور ہو گئے؟ اشکال (۴۵) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت غاصبانہ اور ناجائز تھی، ادھر یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں ان کے حکم سے ان کی امارت میں مرتدین کے خلاف ہونے والے جہاد میں حصہ لیا، نہ صرف حصہ لیا بلکہ اس میں ہاتھ لگنے والے قیدیوں میں سے اپنے لئے بنی حنیفہ کی ایک باندی لی، اس کے ذریعہ سے حضرت علیؓ کی اولاد بھی ہوئی، جس کا نام محمد بن حنفیہ ہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت نادرست تھی تو ان کے ساتھ جہاد کرنا اور اس سے حاصل ہونے والا مال لینا ان کے لئے کیسے جائز ہو گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک خلافتِ صدیقیہ بالکل برحق اور معتبر تھی۔

اشکال (۴۶) شیعوں کے عقیدے کے مطابق حضرت علیؓ کے پاس ایک قرآن تھا جو ترتیب نزول کے مطابق مرتب تھا۔

اشکال یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے وہ قرآن کیا کیا؟ کم از کم اپنے دورِ خلافت میں اسے

نکالتے اور مسلمانوں کو اس سے متعارف کراتے۔

اشکال (۴۷) جب قرآن کریم کی آیت ”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا“ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے بنی شیبہ کو بلا کر کعبہ کی چابی ان کے حوالے کی اور فرمایا: ”اے بنی طلحہ! کعبہ کی یہ چابی تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے رکھ لو، قیامت تک تم سے اس کو کوئی چھین نہیں سکتا، جو چھینے وہ ظالم ہے“

اس کی روشنی میں اشکال یہ ہوتا ہے کہ عقیدہ امامت جو کلید کعبہ سے زیادہ اہم مسئلہ ہے اور بقول شیعوں کے اس پر ایمان کا دار و مدار ہے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو سب کے سامنے بلا کر کلید کعبہ کی طرح علی الاعلان کلید امامت ان کے حوالہ کر کے کیوں نہیں فرما دیا ”علی! یہ امامت کا مقام اپنے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رکھ لو، قیامت تک کوئی تم سے نہ چھین سکے گا جو چھینے گا وہ ظالم ہوگا ایسا کیوں نہیں کیا؟ کلید کعبہ کی امانت کو اس قدر اہمیت دی گئی تو کلید امامت کی امانت کو ایسی اہمیت کیوں نہیں دی گئی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ امامت کا یہ عقیدہ ہی من گھڑت اور نکتہ بعد الوتوع ہو؟

اشکال (۴۸) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے تمام ائمہ معصوم عن الخطاء ہیں جبکہ ان کا یہ عقیدہ حقائق کے خلاف ہے، مثلاً حضرت حسینؓ اپنے والد کے اس فیصلے کے خلاف تھے کہ قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والوں سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ اب دونوں میں سے کوئی ایک اپنے فیصلے میں خطا پر ہوگا؟ حالانکہ دونوں ان کے نزدیک امام معصوم ہیں، اسی طرح حضرت حسینؓ نے اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے اس فیصلے کی مخالفت کی جو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کو ترجیح دینے کا کیا، ظاہر ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک خطا پر ہے حالانکہ دونوں ان کے نزدیک امام معصوم ہیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اس تناقض کا حل کیا ہے؟

اشکال (۴۹) شیعوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے خلافت چھیننے اور اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی؟ تو علماء شیعہ فوراً کہہ دیتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں وصیت فرمائی تھی کہ وہ ان کے بعد فتنہ کا سبب نہ بنیں، تلوار نہ اٹھائیں، اور مسلمانوں کا خون نہ بہائیں، چنانچہ انہوں نے فتنہ اور خون ریزی سے بچنے کے لئے ابوبکر سے تصادم نہیں کیا۔

ادھر یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین اور جمل میں تلوار اٹھائی تھی اور ان لوگوں سے محاربہ اور مقاتلہ فرمایا تھا جو قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کر رہے تھے، حتیٰ کہ ہزاروں لوگوں کا ان معرکوں میں خون بہا تھا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تصادم نہ کرنے سے اس وصیت نبی پر عمل مقصود تھا تو حضرت معاویہؓ کے معاملہ میں اس کو ملحوظ کیوں نہ رکھا گیا؟ اور اگر حضرت معاویہؓ کا مقابلہ احقاق حق اور انفاذ شرع کے لئے تھا تو پھر حق خلافت اور نفاذ وصیت کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ سے مقابلہ و مقاتلہ اس سے بھی اہم کام تھا، اس وقت کیوں سکوت کیا گیا؟

اشکال (۵۰) شیعوں کی کتاب ”مالک بن اشطر خطبہ و آرائہ ص: ۸۹“ میں ہے کہ مالک بن اشطر نے — جو کہ شیعوں کے قابل تعظیم اکابر اور حضرت علیؓ کے قریب ترین اصحاب میں سے ہیں — اپنے ایک خطبے میں یوں ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اپنے رسول محمد ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا، اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال و حرام اور فرائض و سنن بیان کئے گئے، اس کے بعد انہیں اٹھا لیا، اس حال میں کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر دیا تھا، انہوں نے لوگوں پر ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا، جنہوں نے انہیں کا طریقہ اختیار کیا اور انہیں کے راستے پر چلے، پھر ابوبکرؓ نے عمرؓ کو خلیفہ قرار دیا، عمرؓ بھی انہی کی طرح اپنے نبی کے راستے پر چلتے رہے“

اس میں اشکال یہ ہے کہ مالک بن اشطر جیسی معتبر شخصیت نے — جن کی تعظیم شیعوں کے ہاں مسلم ہے — جب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اتنی صاف اور واضح تعریف کی ہے اسکے باوجود شیعہ لوگ اس کو کیوں چھپاتے ہیں، اپنی مجلسوں اور عزاداریوں میں اس خطبے کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ یہ کتمان حق اور پردہ داری کس وجہ سے ہے؟

اشکال (۵۱) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ — نعوذ باللہ — مرتد ہو گئے تھے، اور اپنا دین بدل لیا تھا، البتہ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ سات یا چند عدد صحابہ حق پر رہ گئے تھے۔ حضرت علیؓ جو حق پر تھے اور ان کے بقول امام معصوم بھی تھے، ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان سے خوارج — جو انہیں برا بھلا کہتے ان کی تکفیر کرتے اور ان سے قتال کرتے تھے — کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ لوگ کیا ہیں، کیا وہ کافر ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا: وہ تو کفر سے بھاگتے ہیں، پوچھا گیا کہ کافر نہیں تو منافق ہوں گے؟ فرمایا: منافقین تو ذکر بہت کم کرتے ہیں (جبکہ یہ لوگ بہت ذکر کرتے ہیں) پوچھا گیا کہ آخر ان کے بارے میں آپ کا موقف کیا ہے؟ فرمایا: وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے، ہم ان سے جہاد میں پہل نہیں کریں گے، الا یہ کہ وہ خود اپنی طرف سے جنگ چھیڑ دیں۔

ان دونوں موقفوں یعنی خوارج کے بارے میں حضرت علیؓ کے موقف اور صحابہؓ کے بارے میں شیعوں کے موقف کو سامنے رکھنے سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ لوگ اپنے امام اول و معصوم حضرت علیؓ کی اتباع کیوں نہیں کرتے؟ وہ حضرت علیؓ کی طرح صحابہؓ کو مسلمان بھائی ماننے کے لئے کیوں تیار نہیں ہوتے؟

اشکال (۵۲) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد وفات نبی کے مرتد ہو کر دین اسلام سے پھر گئے تھے۔ ادھر یہ بھی تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بعد مرتد ہو جانے والوں اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا جان توڑ مقابلہ کر کے انہیں مٹایا اور ان کی قوت و شوکت توڑ دی بلکہ توبہ کرنے والوں کو چھوڑ کر بقیہ لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اگر مرتد ہو گئے تھے تو اس کے بعد کون سے دین میں گئے تھے؟ کافر و مشرک تو نہیں ہو گئے تھے، اسلئے کہ نبی کے بعد حرمین میں اب تک کفر و شرک داخل نہیں ہوا، پھر صحابہ کرامؓ نے اسود عنسی، مسیلہ کذاب، طلحہ اور سحباح وغیرہ مرتدین اور ان کے ساتھیوں سے قتال کیوں کیا؟ اگر وہ منافق اور مرتد تھے تو انہیں لوگوں کے ساتھ ہو کر رہے

سب مسلمانوں کو بھی ختم کر سکتے تھے، ایسا کیوں نہ ہوا؟

اشکال (۵۳) شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نعوذ باللہ صہاک نامی ایک زنا کار کی اولاد ہیں (دیکھئے: الکحل للبحرانی ۲/۲۱۲، اور الانوار العمانية للبحرانی ۱/۶۳) اسی طرح ان کا عقیدہ حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ ام المومنین کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے باپ ہی کی طرح منافقہ خبیثہ بلکہ کافرہ تھیں۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ کیا کوئی شریف آدمی ولد الزنا سے رشتہ کرنا پسند کرتا ہے؟ کیا کوئی شیعہ بدکار آدمی کی بیٹی وہ بھی منافقہ خبیثہ کافرہ سے نکاح کرنے کو باعث فخر سمجھتا ہے؟ پھر کیسے تسلیم کرتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء اور فخر موجودات نے عالی نسب ہونے کے باوجود ایک بدکار کی منافق بیٹی سے نکاح کر لیا تھا؟ افسوس! جو چیز شیعوں نے اپنے لئے پسند نہیں کرتے اس کی تہمت اپنے نبی پر لگاتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے!

اشکال (۵۴) شیعوں کے نزدیک عمر فاروقؓ ولد الزنا اور ظالم غاصب خلیفہ تھے، اہل بیت کے — نعوذ باللہ — دشمن تھے، نیز ان کے نزدیک عمار بن یاسر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما اہل حق میں سے تھے اور حضرت علیؓ کے اعوان و انصار میں تھے۔ ادھر یہ ثابت ہے کہ عمارؓ یا سرؓ حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کی طرف سے کوفہ کے امیر رہے اسی طرح سلمان فارسیؓ بھی حضرت عمرؓ کی حکومت میں ان کی طرف سے مدائن کے امیر رہے۔

اس میں اشکال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ پر ظلم کرنے والے، ان سے بغاوت کرنے والے آدمی تھے تو حضرت علیؓ کے انصار حضرت عمارؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے لئے کیسے جائز تھا کہ وہ ظالم و غاصب اور باغی حکمران کے تحت عہدہ قبول کر کے اسکی حکومت کو مضبوط کریں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا تھا ”ظالموں کی مدد مت کرو ورنہ جہنم میں جاؤ گے“۔ حضرت عمرؓ ان کے نزدیک خلیفہ برحق اور قابل نصرت امیر تھے؟ یا حضرت عمارؓ و سلمانؓ ظالم و جابر کے مددگار اور حکومت کے طلبگار تھے؟ شیعہ لوگوں ہی کے ذمہ اس کا جواب ہے۔

اشکال (۵۵) شیعوں کی معتبر کتاب ”نہج البلاغہ ص: ۳۲۵ اور ۳۴۰“ میں ہے کہ

حضرت عمرؓ امورِ خلافت میں اہم مواقع پر حضرت علیؓ سے مشاورت کرتے تھے۔
 اس میں اشکال یہ ہے کہ اگر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ پر ظلم و خیانت کو روار کھتے تھے تو ان
 سے مشورے کیوں لیا کرتے تھے؟ اور حضرت علیؓ خود ایسے ظالم و جابر حکمران کی مشاورت کو
 کیوں قبول فرماتے اور اس کی مشکلات دور کرنے میں کیوں شریک ہوتے تھے؟
 نوٹ: یہ تحریر چونکہ ایک بدتہذیب اور گستاخِ صحابہ قوم کی بدعتیہ کیوں اور فاسد خیالات
 کے تعاقب پر مشتمل ہے اس لئے کہیں کہیں سیدنا حضرت علیؓ یا ان کے قابلِ فخر و لائقِ صدا احترام
 صاحبزادگان رضی اللہ عنہم پر ریمارک محسوس ہوتا ہے، خیال رہے کہ ہم اہل سنت والجماعت ان
 حضرات کی شان میں ادنیٰ گستاخی کے روادار نہیں ہیں، ان کی محبت کو جزو ایمان یقین کرتے ہیں،
 یہ ریمارکس صرف شیعوں کی عقلِ ٹھکانے لگانے کے لئے ہیں، وہ سمجھ سکیں کہ ان کے من گھڑت
 عقیدوں سے ان اکابر کی شان میں کس قدر توہین ہو رہی ہے!

